قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

شمارہ:270 | جلد:2 | 26 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | ہفتہ 14 نومبر 2020ء

ارشادِ باری تعالیٰ

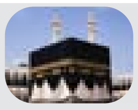

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

(النساء: 136)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

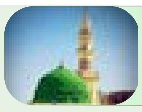

حضرت زہیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انصاف کرنے والے خدائے رحمٰن کے داہنے ہاتھ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ یہ لوگ اپنے فیصلے اور اپنے اہل و عیال میں اور جس کے بھی وہ نگران بنائے جاتے ہیں عدل کرتے ہیں۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامیر العادل وعقوبۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن تک کہ جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ہر عضو کے لئے صدقہ دینا چاہئے۔ اور جو شخص لوگوں میں عدل سے فیصلے کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

(بخاری کتاب الصلح باب فضل الاصلاح بین الناس والعدل بینھم)

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ ’’پھر نظام جماعت ہے۔ جماعت میں بھی بعض معاملات میں عہدیداران کو فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ ان کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے ہوں۔ پھر قضاء کا نظام ہے۔ ان کے پاس فیصلے کے لئے معاملات آتے ہیں۔ ان کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھنا چاہئے کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے دعا کرکے، گہرائی میں جاکر، ہر چیز کو غور سے دیکھ کر پھر فیصلہ کریں تاکہ کبھی کسی کو شکوہ نہ ہو کہ عدل و انصاف کے فیصلے نہیں ہوتے۔ بعض دفعہ قضا میں صلح و صفائی کی کوشش کے لئے معاملہ لمبا ہو جاتا ہے جس سے کسی فریق کو یہ شکوہ پیدا ہو جاتا ہے کہ قضا فیصلے نہیں کر رہی۔ ان فریقین کو بھی صبر اور حوصلے سے کام لینا چاہئے۔ بہرحال عہدیداران اور قضا کو انصاف کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلے کرنا چاہئیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 5/ مارچ 2004ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

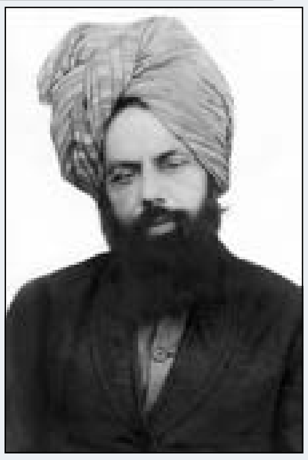

’’اب دورِ مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہرحال خدا تعالیٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق کی خونریزی سے پُر تھی اب عدل اور امن اور صلح کاری سے پُر ہو جائے گی اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصہ لیں۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 19)

’’خدا کا تمہیں یہ حکم ہے کہ تم اس سے اور اس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو۔ یعنی حق اللہ اور حق العباد بجالاؤ اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو نہ صرف عدل بلکہ احسان کرو یعنی فرائض سے زیادہ اور ایسے اخلاق سے خدا کی بندگی کرو گویا تم اس کو دیکھتے ہو اور حقوق سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مروت و سلوک کرو اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو ایسے بے علت اور بے غرض خدا کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت بجالاؤ کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے کرتا ہے۔‘‘

(شحنۂ حق۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 361، 362)

’’غرض نوعِ انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے ان پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 438، 439 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- نظریں فلک کی جانب ہیں خاک پر جبیں ہے (منظوم)
- اقوال و افکار
- علم و حکمت کو فنا نہیں
- جماعت احمدیہ نے انسانیت کو کیا دیا؟

دربارِ خلافت

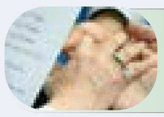

مومن بننے کے لئے کیا لوازمات ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ مومن کے تحت امن دینے والا ہے اور اپنے انبیاء کی تصدیق کرنے والا ہے، ان کی تائید میں نشانات و معجزات دکھانے والا ہے۔ اور جب انسان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء پر ایمان لے آئے تو وہ اپنی مخلوق کو ہر شر سے امن میں رکھتا ہے اور دنیا و آخرت میں ان ایمان لانے والوں کو طمانیت قلب عطا فرماتا ہے، اپنے انعامات سے نوازتا ہے اور اپنے مومن بندوں کو اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرتا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے فیض پانے کے لئے مومن بننا ہو گا۔ مومن بننے کے لئے کیا لوازمات ہیں؟ کون کون سی شرائط ہیں جن پر پورا اتر کر ایک انسان حقیقی مومن بن سکتا ہے؟ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ مومن کی مختلف خصوصیات بیان فرمائی ہیں کہ ایک مومن بندہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے فیض پانے کے لئے ایمان کے مدارج طے کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنائے گا تو وہ حقیقی مومن کہلائے گا اور فیض پانے والا ہو گا۔

قرآن کریم کے شروع میں ہی مومن کی تعریف کا بیان شروع ہو گیا ہے۔ فرمایا اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ۔ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ وَبِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ (البقرۃ:5-4) مومن کی پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ غیب پر ایمان لانے والا ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ نمازوں کو قائم کرنے والا ہے۔ تیسری بات اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہے یا جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان کے مطابق خرچ کرنے والا ہے۔ چوتھی خصوصیت، آنحضرت ﷺ پر جو تعلیم اتری، اللہ تعالیٰ کی شریعت اتری اس پر ایمان لانے والا اور پانچویں یہ کہ پہلے انبیاء پر ایمان لانے والا اور چھٹی بات یہ کہ آخرت پر یقین کرنے والا ہے۔ یعنی وہ باتیں جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہوں گی۔ ان پر یقین کرنا۔

پہلی بات یا خصوصیت جو ایک مومن کی بیان فرمائی گئی ہے وہ غیب پر ایمان ہے، اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کہ وہ سب قدرتوں والا ہے۔ جب یہ کامل ایمان ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنے وجود کا پتہ ایک سچے مومن کو مختلف طریقوں سے دیتا ہے۔ اسی طرح فرشتوں پر ایمان ہے، مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان ہے، یہ سب ایمان کی مثالیں ہیں۔ پھر غیب پر ایمان یہ ہے کہ ہر حالت میں اپنے ایمان کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ نیک اعمال جو کرتے ہیں وہ کسی کو دکھانے کے لئے نہیں کرنے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر حالت میں مجھے دیکھ رہا ہے، ان پر عمل کرنا ہے۔ دشمنوں کا خوف یا کسی قسم کی روک یا نفسانی لالچیں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے نہ روکیں۔ یہ ایمان کی مضبوطی کی پہلی شرط ہے۔

مومن ہونے کے لئے دوسری اہم شرط نمازوں کا قیام ہے۔ نمازوں کا قیام یہ ہے کہ ایک توجہ کے ساتھ اپنی نمازوں کی نگرانی رکھنا، ان میں باقاعدگی اختیار کرنا کیونکہ اگر نمازوں میں باقاعدگی نہیں ہے، کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی، کبھی نیند آرہی ہے تو عشاء کی نماز ضائع ہو گئی اور بغیر پڑھے سو گئے، کبھی گہری نیند سو رہے ہیں تو فجر کی نماز پر آنکھ نہ کھلی۔ بعض لوگ نماز چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ اگر وقت پر آنکھ نہیں بھی کھلی تو جب بھی آنکھ کھلے فجر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ سورج نکلے پڑھیں گے تو گھر والوں کے سامنے بھی شرمندگی ہو گی یا اپنے آپ کو احساس ہو گا اور ضمیر ملامت کرے گا کہ اتنی دیر سے نماز پڑھ رہا ہوں اور پھر اگلے دن اس احساس سے ایک مومن وقت پر اٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر کام کرنے والے ہیں، کام کی وجہ سے ظہر اور عصر کی نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن تو وہ لوگ ہیں جو نمازوں کا قیام کرتے ہیں اور قیام کس طرح کرتے ہیں، عَلٰی صَلَاتِھِمۡ دَآئِمُوۡنَ (المعارج:24) اپنی نمازوں پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ اس میں باقاعدگی رکھتے ہیں، یہ نہیں کہ کبھی نماز ضائع ہو گئی تو کوئی حرج نہیں بلکہ آگے فرمایا کہ عَلٰی صَلَاتِھِمۡ یُحَافِظُوۡنَ (المعارج:35) نمازوں کی حفاظت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ انسان جتنی کسی عزیز چیز کی حفاظت کرتا ہے، وہ نمازوں کی حفاظت عزیز ترین شے سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ ایک مومن نمازوں کی حفاظت اس سے بھی زیادہ توجہ سے کرتا ہے۔ اگر نماز ضائع ہو جائے تو بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ حالت ہو گی تو تب ایمان میں مضبوطی آئے گی۔ پھر باقاعدہ نماز پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (النساء:104)۔ یقیناً نماز مومنوں

بقیہ صفحہ 5 پر

نظریں فلک کی جانب ہیں خاک پر جبیں ہے

ہر ایک ہے ہراساں یہ دَور نکتہ چیں ہے
ہر دل میں ہے تکدّر، آلودہ ہر جبیں ہے
ناپختہ ہر عمل ہے، لرزیدہ ہر یقیں ہے
وصلِ صنم کا خواہاں شاید کوئی نہیں ہے
’’فکروں سے دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے‘‘

آنکھوں میں سیلِ گریہ، سینہ دھواں دھواں ہے
ہر نفس مضطرب ہے ہر آنکھ خونچکاں ہے
ہونٹوں پہ مسکراہٹ، دل مہبطِ فغاں ہے
فُرقت میں یاں تڑپتا انبوہِ عاشقاں ہے
غربت میں واں پریشاں اک دلرُبا حسیں ہے
’’جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے‘‘

اک دَورِ پُرسکوں کا آغاز چاہتی ہوں
لَے ہو طرب کی جس میں وہ ساز چاہتی ہوں
نظر کرم ہی میرے دمساز چاہتی ہوں
میں تیرے لفظ کُن کا اعجاز چاہتی ہوں
سب کی ہے تو ہی سنتا اِس بات کا یقیں ہے
’’جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے‘‘

انسانی لغزشوں سے میں ماورا نہیں ہوں
ماحول سے علیحدہ ربُ الوریٰ نہیں ہوں
لیکن میں تجھ سے غافل میرے خدا نہیں ہوں
میں بے عمل ہوں بیشک پر بے وفا نہیں ہوں
نظریں بھٹک رہی ہیں پر دل میں تُو مکیں ہے
’’جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے‘‘

میں مانتی ہوں میرا خالی ہے آبگینہ
نہ آہِ صبح گاہی نہ زاریٔ شبینہ
تسلیم کا سلیقہ نہ پیار کا قرینہ
پر میری جان میرا شق ہو رہا ہے سینہ
اب اس میں تابِ فکر و رنج و محن نہیں ہے
’’جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے‘‘

بے چین ہو کے کوئی دن رات رو رہا ہے
وہ اپنی سجدہ گاہیں ہر دم بھگو رہا ہے
دامانِ صاف اپنے اشکوں سے دھو رہا ہے
تو جانتا ہے سب کچھ یاں جو بھی ہو رہا ہے
ہے روح بھی فسردہ دل بھی بہت حزیں ہے
’’جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے‘‘

کرب و بلا کے لمحے بڑھتے ہی جا رہے ہیں
سوز و گداز میرا سینہ جلا رہے ہیں
یہ ناگ وسوسوں کے پل پل ڈرا رہے ہیں
سب صبر و ضبط میرا کیوں آزما رہے ہیں
کچھ اس کا بھی تدارک تُو ربّ عالمیں ہے
’’جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے‘‘

ذوقِ دعا کو میرے رنگِ ثبات دے دے
جامِ لقا پلا دے، آبِ حیات دے دے
یہ تو نہیں میں کہتی کُل کائنات دے دے
فکروں سے تلخیوں سے بس تو نجات دے دے
نظریں فلک کی جانب ہیں خاک پر جبیں ہے
’’جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے‘‘

(صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ)

(تضمین بر مصرع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

مدیر کے قلم سے

اقوال و افکار

حاصل مطالعہ (قسط سوم۔)

ایمانداری:اگر آپ نے ایمانداری اور محنت کو اپنا شعار کرلیا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کو منزل پر پہنچنے سے نہیں روک سکتی۔ یہ منزل چاہے زیر زمین کوئی راز ہو یا بغیر پروں کے آسمان کی پرواز ہو۔

خامیاں خوبیاں:انسان سے لے کر بے جان چیزوں تک میں خالص ناخالص کا فرق موجود ہے اگر آپ پانی ملے دودھ کو خالص دودھ نہیں کہتے تو دودھ ملے پانی کو کس طرح خالص پانی کہہ سکتے ہیں؟ یہی فرق نیک اور بد میں ہے۔ دودھ خراب ہو تو تھوڑی دیر بعد پھٹ جاتا ہے جبکہ خالص دودھ سے کشید شدہ مکھن خراب نہیں ہوتا۔ نیکی بھی اپنی انتہا تک نیکی رہتی ہے۔

دانت عیب دار ہوں تو ہونٹوں کو بند رکھا جاتا ہے تا کہ نظر نہ آئیں۔ اپنی زبان کو بند رکھیں گے تو حماقت کے بہت سے عیوب چھپے رہیں گے۔

انتہا پسندی:حد اعتدال سے کبھی باہر مت نکلیں ورنہ بکھر جائیں گے آخر وحشی سمندر کا بے پایاں پانی بھی تو کناروں کے اندر بہتا ہے۔

حقوق وفرائض:زندگی کو آپ محض انفرادی طور پر اپنا سمجھ کر نہیں گزار سکتے۔ اس میں بہت سے لوگوں کا حصہ اور حقوق شامل ہوتے ہیں اگر آپ نے اپنے حصے کے حقوق وفرائض کو رَد کردیا تو زندگی آپ کو رَد کردے گی۔

علم: علم کی قیمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ ایک جاہل کروڑ پتی کروڑوں روپے دے کر بھی علم کا ایک لفظ نہیں خرید سکتا جبکہ ایک پڑھا لکھا غریب آدمی لفظوں کے زور پر کروڑ پتی بن سکتا ہے۔

علم جہاں سے بھی ملے، جتنا بھی ملے، جب بھی ملے اور جس سے بھی ملے حاصل کرلیں کیونکہ اس کی تحصیل وتکمیل کبھی مکمل نہیں ہوتی۔ یہ دائم رواں دواں چشمہ ہے۔ یہ بیساکھی کی مانند ہے جو آپ کو کسی بھی لمحے، کسی بھی سطح پر گرنے نہیں دیتا۔

وقت:وقت بھی انسان کی طرح جاندار ہے وہ انسان سے بدلہ لیتا ہے اگر آپ اسے ضائع کریں گے تو وہ بھی آپ کو ضائع کردے گا۔

وقت کی دولت کا جو blank چیک آپ کے پاس ہے اسے احتیاط سے اور بروقت خرچ کریں کیونکہ وہ آپ کے کیش کرائے بغیر بھی کیش ہو رہا ہے۔

محاورہ ہے وقت ایک دولت ہے میں کہتی ہوں وقت دولت سے بھی زیادہ قیمتی ہے کیونکہ اگر آپ کے پاس وقت ہے تو آپ اس سے دولت کے انبار پیدا کرسکتے ہیں۔ اس کے برعکس آپ کے پاس اگر دولت کے انبار موجود ہیں تو آپ اس سے گزرا ہوا یا آنے والے وقت کا ایک لمحہ بھی نہیں خرید سکتے۔

غصہ: کہتے ہیں عقل مند کی پہچان غصے کے وقت ہوتی ہے میں کہتی ہوں جو عقل مند ہوتا ہے وہ غصہ کرنے کی حماقت ہی نہیں کرتا۔

بے جا غصہ احساس کمتری کی اولاد نرینہ ہے۔

صلاحیت و قابلیت: آنکھیں سب رکھتے ہیں نظر کسی کسی میں ہوتی ہے۔

جتنی صلاحیت و قابلیت آپ میں ہے آپ کو اس کا اتنا ہی تول کر ثمر عطا کیا جائے گا نہ تو تولہ کم نہ ماشہ زیادہ یہ وہ حساب ہے جس میں دونوں دنیاؤں میں ڈنڈی نہیں ماری جاتی۔

زندگی ہمیں خوبصورت کپڑے کے تھان کی طرح ملی ہے اس کی مناسب کتر بیونت، فِٹنگ اور حفاظت ہم نے خود کرنی ہے۔

غرور و مان: غرور احساسِ کمتری کی اولاد ہے۔

اگر ہر انسان انفرادی طور پر خود آگاہ ہوجائے اور اپنی بڑائی یا اچھائی پر خود ہی اعتبار کرلے تو وہ بڑا ہونا شروع ہوجاتا ہے لیکن اس کی رفعتوں اور عظمتوں کا قد تب بڑھے گا جب اسکی خود آگہی اور ذاتی بڑائی کا تصور مثبت اور عاجزانہ ہو، فرعونانہ اور مجنونانہ نہ ہو۔

تقدیر و تدبیر: آپ اپنی کامیابی کے لئے اپنی شخصیت، فن، صلاحیت اور ذہانت کو تبھی کیش کراسکتے ہیں جب آپ کو تائید ربی حاصل ہو۔

یاد رکھیے: آپ کے ساتھ اس وقت تک کوئی دشمنی نہیں کرسکتا جب تک کہ آپ کسی کے ساتھ گہری دوستی نہیں کرتے۔

لٹریچر: آپ کی تحریر و تقریر آپ کے اندر کی اِملا ہے۔ اِملا دینے والے کی راستی کا خیال رکھیے۔

جس طرح شیشے، لکڑی یا کسی بھی چیز کے ٹوٹنے سے آواز پیدا ہوتی ہے یا ابلتے ہوئے گرم پانی کی گونج سنائی دیتی ہے اسی طرح تحریریں بھی لکھاریوں کے شکستہ دلوں کی آواز ہوتی ہیں۔ بغیر شکستگی یا ابال کے کسی چیز سے آواز کس طرح برآمد ہوسکتی ہے؟

دعا:عامانگنا رب العالمین کے در رحمت پر دستک دینا ہے اور دروازہ کھٹکھٹانے میں کیا حرج ہے ظاہر ہے کھٹکھٹایا جائے گا تو کھولا بھی جائے گا۔

دھوکہ اور فریب: جس طرح تمام تر سائنسی عروج کے باوجود کسی آدمی کے چھوٹے قد کو طویل القامت نہیں بنایا جاسکتا ہے اور نہ ہی غیر معمولی تیزی سے بڑھتے ہوئے قد کو روکا جاسکتا ہے اسی طرح آپ اپنے یا کسی کے کردار کے قد کو بھی چھوٹا بڑا نہیں کرسکتے۔

آزادی: یاد رکھیئے آزادی کی تڑپ کو کچلنے کا ارادہ رکھنے والی یا کچل ڈالنے والی ظالم قومیں کبھی مظلوم قوموں کے اجسام کو ظلم وستم کا نشانہ بنا کر اُن میں سے آزادی کی روح اور روح کی آزادی کو ختم نہیں کرسکتیں اگر ایسا ہوتا تو دنیا سے آزادی کے مطالبات اور تحریکیں کب کی ختم ہوچکی ہوتیں مگر اگر صدیوں سے ایسا نہیں ہوا تو اس کا مطلب ہے روح کی آزادی کا جسمانی طور پر فنا ہوجانے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جذبے کا تعلق روح سے ہوتا ہے اور روح کو فنا نہیں ہے۔

قناعت: یاد رکھیئے آپ کے پاس دولت جتنی بڑھتی جائے گی اسی مقدار و رفتار سے قناعت میں کمی آتی جائے گی جُوں جُوں قناعت کے جذبے میں امیر ہوتے جائیں گے دولت کی مقدار بے معنی ہوتی جائے گی۔

جُرم: جُرم کسی بھی قسم کا ہو ذہنی معذوری کا نام ہے۔

جُرم چھپانا جُرم کرنے کی نسبت زیادہ بڑا جرم ہے کیونکہ براہ راست جُرم کرنے کا موقع بہت کم ملتا ہے۔

خاموشی: خاموشی کی بھی اپنی ایک زبان ہوتی ہے بعض اوقات چپ رہنا بولنے سے زیادہ زود اثر اور مفید ہوتا ہے۔

فن: فن من میں ہوتا ہے۔ زمانہ صرف موقع فراہم کرتا ہے۔

وکالت: جس طرح وکیل کے لئے دلیل دے کر جیت جانا یقینی امر نہیں ہے اسی طرح دلیل دینے کے لئے آپ کا وکیل ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر آپ کی دلیل میں وزن اور سوچ میں توازن ہے تو آپ جیت سکتے ہیں۔

تجربات و مشاہدات: کسی تک اپنا مافی الضمیر فوری اور مؤثر انداز میں پہنچانا مقصود ہو تو ٹیلی گرام کی طرح مختصر الفاظ استعمال کیجیے۔

طولِ کلام سے بچو۔ ہماری 80 فیصد پریشانیاں ہماری اپنی زبان کی پیداوار ہیں۔

متفرقات: اگر آپ کی شخصیت کا اپنا کوئی مخصوص رنگ ہے تو اُس پر کوئی دوسرا رنگ ہرگز نہیں چڑھ سکتا اور اگر آپ کسی دوسرے کے رنگ میں رنگے گئے ہیں تو اس کا مطلب ہے آپ کا اپنا کوئی رنگ ہی نہ تھا۔

کیمرے کی آنکھ سے ڈرو کیونکہ اس میں حیا نہیں ہوتی۔

صد افسوس لوگ دریاؤں پہاڑوں سے موتی سونا نکالنے میں لگے رہتے ہیں ان کے من میں جو مائع سونا بہہ رہا ہے اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے۔

☆...☆...☆

مرسلہ: (حلیم خان شاہد، مہاراشٹرا، انڈیا)

علم وحکمت کو فنا نہیں

علم و قدامت کی تجلی سے ہے نقش کائنات

صنعت ایجاد کا قبل اس کے راز افشانہ تھا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’علم وحکمت ایسا خزانہ ہے جو تمام دولتوں سے اشرف ہے۔ دنیا کی تمام دولتوں کو فنا ہے لیکن علم وحکمت کو فنا نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 ص 161)

نیز آپؑ فرماتے ہیں:۔

وانی سقیت الماء ماء المعارف

واعطیت حکما عافها قلب احمق

اور میں معارف کا پانی پلایا گیا ہوں۔اور وہ حکمتیں بھی مجھے عطاء کی گئی ہیں جو صرف احمق ان سے کراہت کرتا ہے

(حجتہ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 ص 226)

قارئین

علم ایک لازوال دولت ہے۔ اس دولت کے لیے فنا نہیں ہے۔ دنیا کا مال ودولت ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ لیکن علم کی دولت لازوال اور غیر فانی ہے ۔ دنیا کی دولت خرچ کرنے سے گھٹتی ہے، لیکن علم کی دولت خرچ کرنے سے بڑھتی ہے۔علم کی دولت کو نہ تو گھن لگتا ہےاور نہ اسے چور چرا سکتا ہے،دنیا کی دولت سے انسان روحانی اطمینان وسکون حاصل نہیں کرسکتا،لیکن علم کی دولت انسان کو روحانی سکون سے مالا مال کر دیتی ہے۔اس طرح علم کو مال ودولت پر برتری حاصل ہے نیز خدا تعالیٰ علم حاصل کرنے والوں کے درجات بھی بلند کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وہ فرماتا ہے:۔

یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ

(المجادلۃ ۔ 12)

اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خصوصاً ان کے جن کو علم عطاء کیا گیا ہے ۔

اسی طرح ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:۔

’’بہترین چیز جو انسان اپنی موت کے بعد پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ تین ہیں۔ نیک اولاد جو اس کیلئے دعا گو ہو۔صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا رہے اور ایسا علم جس پر اسکے بعد والے عمل کرتے رہیں۔‘‘

(ابن ماجہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

چنانچہ اس حکم پرعمل کرتے ہوئے صحابہؓ حصول علم کے لئے شب وروز کوشش کرتے رہے، اسکے لئے لمبے لمبے سفر اختیار کئے، بھوک وپیاس کی شدت برداشت کی ہر صعوبتیں جھیلنے کو تیار رہتے اس نقشے کو کھینچتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

’’صحابہؓ کی یہ حالت تھی کہ وہ رات اور دن تعلیم میں لگے رہتے اور پھر جو کچھ سیکھتے اسے اپنے سینوں میں ہی نہ رکھتے بلکہ لوگوں تک پہنچادیتے۔ گویا وہ ایک جاری چشمہ تھا جو دنیا کو سیراب کر رہا تھا۔ کتنی زبردست خواہش دوسروں تک علوم پہنچانے کی ہے جو اس صحابی کے دل میں پائی جاتی تھی جس نے کہا کہ اگر تلوار میری گردن پر چل رہی ہو تو اس وقت میری آخری خواہش یہ ہوگی کہ اگر رسول کریم ﷺ کی کوئی بات بیان کرنی مجھ سے رہ گئی ہو تو میں اسے جلد جلد بیان کردوں۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 467 مطبوعہ پرنٹ ویل امرتسر 2010ء)

گوکہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور صحبت قدسی نے صحابہ کرام کے اندر شوق علم اس قدر بھر دیا تھا کہ اب ایسے وحشی ملک کے نہ صرف مردوں نے بلکہ عورتوں نے اس میں بہت محنت کی اور کوشش کر کے نہایت بلند مقام علمی میدان میں حاصل کئے۔حضرت ربیعہ بنت معوذ بن عفراء باوجود عورت ہونے کے ایسی عالمہ تھیں کہ بڑے بڑے جید عالم مثلاً حضرت ابن عباسؓ اور امام زین العابدین اکثر ان سے مسائل اسلامی دریافت کرتے تھے۔

قارئین

’’آنحضرت ﷺ کی ہدایت پر صحابہؓ نے Greek یعنی یونانی اور دوسری زبانیں سیکھنی شروع کر دیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے علمی دور کا آغاز آنحضرتؐ کے زمانہ سے ہوا ہے۔ پھر وہ خاص مقام تک پہنچا اور عروج کے بعد پھر تنزل پذیر ہوا اور پھر دنیا اس جہالت کے دور میں دوبارہ داخل ہوگئی جو عرب جہالت کا دور تھا یعنی قبل از اسلام جہالت کا دور۔تب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا آپؑ نے نہ صرف یہ دعائیں کیں بلکہ بڑی عظیم الشان خوشخبریاں سنائیں اور بتایا کہ میرے ماننے والوں اور میرے غلاموں میں سے خدا ایسے لوگ پیدا کریگا جو ہر علم اور ہر فلسفے میں بڑے بڑے دنیادار علماء کے منہ بند کر دیں گے‘‘

(مشعل راہ جلد سوم ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ص 116)

پس دین کا میدان ہو یا دنیا کا الحمد للہ جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر میدان میں اپنی فتح ظفر کے جھنڈے گاڑ دیے ہیں اور کوئی نہیں جو جماعت احمدیہ کے علم کلام کے مقابل کھڑا ہو سکے۔علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم میں بھی خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ہونہار سپوت عطاء فرمائے ہیں جنہوں نے اپنے پیارے امام حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے موافق علم ومعرفت میں کمال حاصل کیا اور توحید اور ایمان پر قائم رہتے ہوئے دنیا سے اپنی قابلیت کا سکہ منوایا۔ چنانچہ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب ومحترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب جماعت کے انہی سپوتوں میں سے دو ہونہار سپوت ہیں جنہوں نے نہ صرف دنیاوی علوم میں ترقیات کی رفعتوں کو چھوا بلکہ نہایت مخلص اور فدائی احمدی ہوتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے سلسلہ سے والہانہ عشق رکھتے ہوئے اپنے روحانی علوم کے آسمان کی بلندیوں اور پاک فضاء میں بھی پرواز کی۔ان دونوں بزرگوں کی وفات پر حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ان جیسے اور وجود جماعت میں پیدا ہونے چاہئیں۔

آپؒ نے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی وفات پر فرمایا:۔

’’جماعت احمدیہ کو اس وصال پر صدمہ تو ہے بڑا گہرا صدمہ ہے لیکن اس صدمے کے نتیجہ میں مایوسی کا اثر نہیں ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کی رحمتیں بے شمار وسیع ہیں۔اسکی عطاء کے دروازے کوئی بند نہیں کرسکتا اور جن راہوں میں وہ کھلتے ہیں وہ لامتناہی راہیں ہیں اسلئے آپ۔۔۔اولاد در اولاد کو بتاتے چلے جائیں کہ حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ایک نہیں دو نہیں بکثرت ایسے غلام عطاء فرمائے۔۔۔۔جو عالمی شہرت حاصل کریں گے جو بڑے بڑے عالموں اور فلسفیوں کے منہ بند کر دیں گے اور قومیں ان سے برکت پائیں گی۔‘‘

(بحوالہ ماہنامہ خالد حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب نمبر دسمبر 1985ء، جنوری 1986 ص 9 تا 10)

نیز آپؒ نے محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی وفات پر فرمایا:۔

’’ایک عبد السلام تو پیدا کیا لیکن ایک عبد السلام سے تو بات نہیں بنتی جماعت احمدیہ کو ہر میدان میں سینکڑوں عبد السلام پیدا کرنے پڑیں گے‘‘

(الفضل 22 فروری 1983ء)

پس اس زمانے میں ہم احمدی مسلمانوں کا فرض ہے کہ امام الزمان اور اسکے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں اپنے آپ کو دینی ودنیاوی علوم حاصل کرنے کے لحاظ سے عین جاریہ ثابت کریں اور علم کے ہر میدان میں آگے بڑھیں ۔اس حوالے سے بعض اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ؛

’’علم ایک بحرِ بے کنار ہے اس لئے ایک انسان علم میں خواہ کس قدر ترقی کرجائے علم ختم نہیں ہوتا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 157)

نیز آپؒ فرماتے ہیں کہ؛۔

’’یہ بھی نہ بھولنا کہ انسان علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ خود اس سے فائدہ اُٹھائے اور دوسروں کی خدمت کرے۔ پس ہمیشہ عالم باعمل بننے کی کوشش کرو۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور ہمیشہ اپنے سایہ رحمت میں ہمیں رکھے۔‘‘

(حیاتِ ناصر ص 219)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’حق یہ ہے کہ درسگاہیں تو صرف علم کے دروازے تک پہنچاتی ہیں۔اسکے آگے ایک بہت وسیع میدان ہے۔ ایسا وسیع جس کی کوئی حد وانتہا نہیں۔ اس میدان میں انسان سکول اور کالج سے فارغ ہونے کے بعد خود اپنی کوششوں اور اپنی آنکھوں اور کانوں کو کھلا رکھنے کے ذریعہ علم حاصل کرتا ہے۔ پس درسگاہوں سے فارغ ہونے کے بعد تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھو اور ضرور جاری رکھو کیونکہ یہ وہ علم ہے جو درسگاہوں میں حاصل ہونے والے علم سے بہت زیادہ وزن رکھتا ہے۔ میرے آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے علم کے آسمان پر پہنچادیا مگر پھر بھی آپ کی یہی پکار رہی۔ رب زدنی علمًا یعنی خدایا! مجھے اور علم عطاء کر۔‘‘

(الفضل خاص نمبر ص 38 ماخوذ از حیات بشیر ص 402)

نیز آپؓ فرماتے ہیں:۔

’’جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسل دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے آج ہمارے دلوں میں

دفن ہے تو کل وہ ہماری اولادوں کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولادوں کے دلوں میں یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کر لے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔‘‘(الفضل 17 فروری 1939ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اور بندوں سے کچھ لینے کے لئے علم کا اظہار نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر وقت اللہ کی رضاء پیش رہنی چاہئے اور علم سے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے ساتھ ساتھ اسکی مخلوق کی بھی خدمت ہو سکے۔ ایک روایت میں حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

عالِم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی دوسرے ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء روپے پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑتے بلکہ انکا ورثہ علم وعرفان ہے جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بہت بڑا نصیب اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے۔ (ترمذی)

(خطبہ جمعہ 18 جون 2004ء)

پس اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انبیاء کے وارث بنتے ہوئے دینی و دنیاوی علوم حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی کے مصداق بنے جس میں آپؑ فرماتے ہیں:

’’میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔‘‘

(تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 ص 409)

آمین اللّٰھم آمین

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

پر وقت مقررہ پر ادا کرنا ضروری ہے اور حقیقی مومن وہی ہیں جو نماز وقت پر ادا نہ ہو سکے تو بے چین ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک شخص کی ایک دن فجر کی نماز پر آنکھ نہیں کھلی، نماز قضاء ہوگئی، اس کا سارا دن اس بے چینی میں اور رو رو کر اور استغفار کرتے ہوئے گزرا۔ لگتا تھا کہ یہ غم اسے ہلاک کر دے گا، اگلے دن نماز کا وقت آیا، اس کو آواز آئی کہ اٹھو اور نماز پڑھو۔ اس نے پوچھا کون ہو تم؟ اس نے کہا میں شیطان ہوں۔ پوچھا کہ شیطان کا کیا کام ہے نماز کے لئے جگانے کا؟ تو اس نے جواب دیا کہ کل تم نے جو رو رو کر اپنی حالت بنائی تھی اور جتنا استغفار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے تم کو کئی گنا نماز کا ثواب دے دیا۔ میرا تو مقصد یہ تھا کہ تم ثواب سے محروم ہو جاؤ گے تو بجائے اس کے کہ تم کئی گنا ثواب لو اس سے بہتر ہے کہ مَیں تمہیں خود ہی جگا دوں اور تم تھوڑا ثواب حاصل کرو، اتنا ہی جتنا نماز کا ملتا ہے۔ نہیں تو پھر رو رو کے وہی حالت کرو گے اور پھر زیادہ ثواب لے جاؤ گے تو میرا مقصد تو پورا نہیں ہوگا۔ تو یہ نمازیں چھوڑنے والوں کا درد ہوتا ہے۔

پھر ایک مومن کی نمازوں کی شان نماز پڑھتے ہوئے پوری توجہ کے ساتھ پڑھنا ہے۔ ایک مومن کو باجماعت نماز پڑھنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ قیام نماز اس وقت مکمل ہوگا جب باجماعت نماز کی طرف توجہ ہوگی۔ اس لئے حتی الوسع باجماعت نماز کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ باجماعت نماز کا ثواب ستائیس گنا تک ہے۔

(مسلم کتاب الصلوۃ باب فضل صلوۃ الجماعۃ حدیث نمبر ۱۳۶۲)

پھر ایک مومن کی ایک یہ شان ہے کہ نہ صرف خود نمازوں کا اہتمام کرے بلکہ دوسروں کو بھی تلقین کرتا رہے۔ جماعتی نظام بھی ایک خاندان کی طرح ہے۔ اس میں ہر ایک کو اپنے ساتھ اپنے بھائی کی بھی فکر کرنی چاہئے۔ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے، اپنے عزیزوں کے لئے بھی پسند کرنی چاہئے۔ یہ ثواب کمانے اور نیکی پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ لیکن پیار سے توجہ دلانی چاہئے۔ جس کو توجہ دلائی جارہی ہو اس کو بھی بُرا نہیں منانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاۡمُرۡ اَہۡلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَیۡہَا (سورۃ طٰہٰ:133) اور تُو اپنے اہل کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور خود بھی نماز پر قائم رہ۔ پس جہاں ماں باپ، بہن بھائیوں کو ایک دوسرے کو نماز کی تلقین کرنی چاہئے وہاں پر ہر احمدی کو دوسرے احمدی کو بھی پیار سے اور نظام جماعت جو اس کام پر مامور ہے ان کو بھی دوسروں کو نمازوں کی طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ یہی چیز ہے جو مومنین کی جماعت کو مضبوطی عطا کرتی ہے۔ یہی چیز ہے جس سے بندے اور خدا کے درمیان ایک تعلق قائم ہوتا ہے جو بندے کو خدا کے قریب کرتا ہے اور یہ تعلق اس لئے نہیں کہ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے ہیں بلکہ اصل مقصد روحانیت میں ترقی کرنا اور خدا کا قرب پانا ہے۔ پس جب اس مقصد کے حصول کے لئے ایک دوسرے کو توجہ دلا رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو سمیٹنے والے بن رہے ہوں گے اور جماعتی مضبوطی بھی پیدا ہو رہی ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شرط وہی لگائی کہ خود بھی نمازوں کی طرف توجہ کرو۔ اپنے عمل کی شرط ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ 13/ جولائی 2007ء)

☆...☆...☆

آج کی دعا

رَبِّ احۡفَظۡنِیۡ فَاِنَّ الۡقَوۡمَ یَتَّخِذُوۡنَنِیۡ سُخۡرَۃً

(تذکرہ: صفحہ 578)

ترجمہ: اے میرے رب! میری حفاظت کر! کیونکہ قوم نے تو مجھے ہنسی اور تمسخر کی جگہ ٹھہرالیا۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی دشمنوں کے ظلم سے حفاظت میں رہنے کی دعا ہے جو کہ آپ کو 22 نومبر 1906ء کو الہام ہوئی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’لوگ اس نعمت سے بے خبر ہیں کہ صدقات، دعا و خیرات سے رد بلا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زندہ ہی مر جاتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 201)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلسل جماعت کو اپنے جائزے لینے، عملی حالت کی اصلاح عبادات، دعاؤں اور صدقات وخیرات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

’’مجھے یاد ہے خلافتِ رابعہ میں جب مَیں ربوہ میں تھا تو خلیفۂ رابعؒ نے مجھے ناظرِ اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔ پاکستان کے حالات کے متعلق اُس وقت دعا کی، حالانکہ اُس وقت حالات آجکل کے حالات کے عُشرِ عشیر بھی نہیں تھے، کوئی نسبت بھی نہیں تھی تو خواب میں مجھے یہ آواز آئی کہ اگر سو فیصد پاکستانی احمدی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جُھک جائیں تو ان حالات کا خاتمہ چند راتوں کی دعاؤں سے ہو سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7/ اکتوبر 2011ء)

آپ فرماتے ہیں:

پہلے بھی کچھ عرصہ ہوا، مَیں جماعت کو اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ اپنے عملوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالتے ہوئے اجتماعی رنگ میں اس کے آگے جھک جائیں تو تھوڑے عرصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ انقلاب آ سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 15/ مارچ 2013ء)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

مرسلہ: لطف المنان خان ، درثمین خان

جماعت احمدیہ نے انسانیت کو کیا دیا؟

ایک مختصر تعارف

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت است

بنیادی انسانیت نامہ جو حضرت آدمؑ کی طرف سے عرش سے فرش پر بھیجا گیا اس میں ابتدا ہی سے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے اور باہمی تعاون سے زندگی گزارنے کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی۔ چنانچہ حضرت خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپؐ کا اسوہ حسنہ ہمیں بار بار باور کرواتا ہے کہ معصوم، مظلوم اور قابل رحم انسانیت کو ہر لحظہ اپنی کاوش سے فائدہ پہنچانے کے لئے خود کو تیار رکھنا چاہیے۔ یہی مطمح نظر آپؐ کو قرآن کریم کی روشنی میں دیا گیا۔ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ میں دی گئی خبر کے مطابق جب حضرت مسیح موعود و مہدی موعود تشریف لائے تو انہوں نے اسی بنیادی خدمت انسانیت کی اسلامی تعلیم کا احیاء کیا جس کا نور مکہ کی وادی سے طلوع ہوا تھا۔

’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چلا سکتا ہو اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 564)

آج جماعت احمدیہ رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اس خلق کو زندہ کر رہی ہے۔ آج جماعت دکھ اٹھا کر آرام پہنچا رہی ہے۔ اس کے سر سے چادر کھینچی جاتی ہے مگر وہ غریبوں کے لئے سائبان مہیا کرتی ہے۔ اس کا پانی بند کیا جاتا ہے تو وہ آبِ حیات پلاتی ہے۔ اس کو غریب اور کنگال بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ جھولیاں بھر بھر کر دیتی ہے۔ اس کی راہ میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں تو وقار عمل کر کے راستوں کو ہموار کرتی ہے اس کو گالیاں دی جاتی ہیں تو وہ دعا دیتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ پر خدمتِ انسانیت کے حوالہ سے نظر ڈالیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ اس جماعت نے ہمیشہ دکھی، مظلوم و معصوم اور مصیبت کے بوجھ تلے دبی انسانیت کو بڑی فراخ دلی کے ساتھ اپنے سینے سے لگایا۔ مظلوم اور دکھی انسان کے لیے جماعت احمدیہ ایک شجر سایہ دار بن چکا ہے۔

جماعت احمدیہ نے انسانیت کو کیا دیا؟

ایک مختصر تعارف

ایک سوسائٹی جو کہ دوسرے انسانوں کے مصائب سے بے حس ہے اور انسانیت کی خدمت پر مائل نہیں رہتی ایسے معاشرے کو ہم اسلامی معاشرہ نہیں کہہ سکتے اگرچہ کہ وہ اسلامی تعلیمات کے دیگر پہلوؤں پر کسی قدر بھی عمل پیرا ہو۔

بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے یا بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبہ میں بنیادی خصوصیات میں ترقی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسانوں سے محبت، دوسروں کے لیے ہمارے دل میں ہمدردی، حاجت روائی کرنے کا میلان، عاجزی، ایمانداری، علم کے لیے پیاس اور اللہ کی راہ میں مسلسل بھلائی کرنے کی تمنا ہو۔

قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کی مثالیں بنی نوع انسان کی بہتر خدمت کے بہترین نمونہ ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے اور خدمت انسانی کی بہترین مثال ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَلَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَیۡنَکُمۡ (البقرہ: آیت 238)

اور آپس میں احسان (کا سلوک) بھول نہ جایا کرو

اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:22)

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک نمونہ ہے

رسول کریم ﷺ نے سب سے محبت، ہمدردی اور شفقت پر زور دیا ہے

حضرت مسیح موعودؑ بنی نوع انسان کے لیے بہت دردمندی رکھتے تھے۔ آپ کی ہمیشہ یہ تعلیم تھی کہ تمام لوگوں کے لئے ہمدردی ایک اخلاقی ذمہ داری اور فرض ہے اور وہ مذہب مذہب نہیں جو کہ ہمدردی پیدا نہیں کرتا اور نہ ہی وہ شخص آدمی کہلانے کا مستحق ہے اگر اس میں ہمدردی نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی قسم خدا کی وحدانیت، اس سے محبت اور اطاعت ہے اور دوسری اپنے بہن بھائیوں اور دوسرے انسانوں کے ساتھ حسن معاشرت ہے۔

خدمت انسانی کا سب سے بنیادی طریقہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا ہے اور ان کے لئے دعا ہے۔ جماعت ایسا کرنے کے لئے مختلف منصوبوں کے ذریعے کافی وسائل اور افرادی قوت استعمال کرتی ہے اللہ کی طرف بلانے کے بنیادی مقصد کے ساتھ دنیا کے تقریباً سارے ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ لوگوں کو راہ خدا کی طرف بلانے کے لئے قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے: اپنے رب کے رستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔‘‘ (سورۃ النحل: آیت 125)

خدمت انسانیت اور لوگوں کو خدا کی طرف مدعو کرنے کے سلسلہ میں دعا کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت مسیح موعود نے ہمیشہ ہماری کوششوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے دعا کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

’’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے ..... اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا۔ ... اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ۔

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

تاریخ احمدیت اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی خدمت کا کوئی میدان نظر آیا جماعت احمدیہ کے سرفروش ہمیشہ بے لوث خدمت کے جذبہ سے بلا امتیاز مذہب و ملت، اس میدان میں کود پڑے۔ خدمتِ انسانیت کے میدان میں ہر جگہ یہی جماعت دن رات سرگرم عمل نظر آتی ہے۔ افریقہ کے کسی ملک میں فاقے اور قحط سالی کا امتحان ہو، گجرات میں زلزلہ کے متاثرین کی ضرورت ہو، پاکستان میں زلزلہ زدگان / سیلاب زدگان کی امداد کا سوال ہو یا جاپان جیسے ترقی یافتہ ملک میں زلزلہ سے بے گھر ہونے والوں کو کھانا مہیا کرنے کا موقع ہو جماعت احمدیہ کے رضا کار خدمت کا عَلم اٹھائے، سر جھکائے، خدمت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ جماعت کی عالمگیر رفاہی تنظیم Humanity First کسی جگہ پیاسے لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرتی ہے تو کسی جگہ آنکھوں سے معذور لوگوں کو نورِ بصارت کا تحفہ دیتی ہے، جن کے اعضاء کاٹ دیئے گئے ان کو مصنوعی اعضاء مہیا کرتی ہے بے گھر لوگوں کے گھر بناتی ہے اور گھر گھر جاکر بھوکے افراد کو کھانا اور بچوں کو دودھ مہیا کرتی ہے۔ یہ ساری خدمت کسی شہرت کے لئے نہیں کرتی نہ کسی دنیوی جزا کے لئے۔ محض رضائے باری کی خاطر کہ یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہی احمدیت کا شعار ہے۔

جماعت احمدیہ ایک دینی اور روحانی جماعت ہے۔ اس کا مقصد ساری دنیا والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانا، اسلام کی دعوت کو اکناف عالم تک پہنچانا اور بنی نوع انسان میں ایک پاکیزہ انقلاب برپا کرنا ہے۔ ان مقاصد عالیہ کے ساتھ ساتھ جماعت اپنے محدود وسائل کے ذریعہ حتی الامکان بنی نوع انسان کی علمی، سماجی اور جسمانی فلاح و بہبود کے لئے دن رات سرگرم عمل رہتی ہے کہ یہ بھی دین اسلام کا حصہ ہے اور خدا کی نظر میں پسندیدہ ہے۔

ہم برصغیر پاک و ہند سے شروعات کرتے ہیں جہاں سے کہ جماعت احمدیہ کی ابتداء ہوئی اور جماعت احمدیہ کے افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی راہنمائی میں حاجتمندوں کو مدد فراہم کی۔

کشمیر فنڈ

کشمیر کے مظلوم مسلمان جنہیں بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بحیثیت صدر کشمیر کمیٹی، ان لوگوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے کشمیر فنڈ قائم کیا اور مظلوم کشمیریوں کو ان کے حقوق دلوانے میں مدد دینے کے لئے فرقان فورس تشکیل دی۔

قدرتی آفات

جماعت احمدیہ سیلاب اور قدرتی آفات میں انسانیت کی خدمت کے لئے پیش پیش رہتی ہے اور مصیبت زدگان کی امداد کے لئے جماعت اور اس کی تنظیمیں حصہ لیتی رہتی ہیں۔

ہسپتال

جماعت اپنے ابتدائی ایام سے ہی خدمت کے اس میدان میں اپنی کم تعداد کے باوجود نمایاں حصہ لیتی رہی ہے۔ اس وقت مندرجہ ذیل ادارے جماعتی انتظام کے تحت خدمات سرانجام دے رہے ہیں:

1- نور ہسپتال قادیان 2- فضل عمر ہسپتال ربوہ

3- طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ 4 - المہدی ہسپتال تھرپارکر

5 - طاہر ہومیو پیتھک ہاسپٹل اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ

6 - نور العین دائرۃ الخدمۃ الانسانیۃ

انسانیت کی خدمت۔ افریقہ

جماعت احمدیہ گزشتہ کئی دہائیوں سے افریقہ میں انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔ یہ اقوام جن کو بہت پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا ان کو احمدیت کی بدولت محبت کا پیغام ملا۔

آج کئی احمدیہ ہسپتال، طبی کلینک، سیکنڈری اور پرائمری سکول افریقہ میں قائم کئے جاچکے ہیں

نصرت جہاں سکیم

سکولوں میں ناخواندہ لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے، بیماروں کے علاج کے لئے کلینک اور ہسپتال بنانے کے لئے 1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس سکیم کا اجراء فرمایا اور جماعت کے ممبران نے گرمجوشی سے خصوصی شرکت کی اور کامیابی سے ہمکنار کیا۔

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم

افریقی اقوام کی اور زیادہ مدد کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1987ء میں اس کا اجراء فرمایا۔ اس سکیم کے تحت احمدیوں نے افریقن اقوام کی خود انحصاری کے تحت مدد فراہم کرنا تھی۔

ترقی پذیر ممالک کے ساتھ علوم کے اشتراک کے لئے تمام شعبہ ہائے زندگی کے احمدی ڈاکٹروں، انجینئروں، کاروباری حضرات اور صنعتکاروں سے تعاون کی درخواست کی گئی۔

یتیموں اور بیواؤں کی دیکھ بھال

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ یہ جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ ان کی دیکھ بھال کرے اور ضروریات زندگی فراہم کرے۔ جماعت کے اراکین کی بوسنیا، السلواڈور اور سیرالیون وغیرہ سمیت مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے یتیم بچوں کو گود لینے کے لئے حوصلہ افزائی کی گئی۔

بوسنیا، البانیہ وغیرہ کو امداد فراہم کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی رہنمائی کے تحت بوسنیا، البانیہ وغیرہ کو باقاعدگی سے Humanity First امداد فراہم کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد اس کارخیر کے لئے فنڈز فراہم کرتے ہیں۔

بھوکوں کی دیکھ بھال

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے زور دیا کہ اس بات کا خیال رہے کہ آپ کے پڑوس میں کوئی رات کو بھوکا نہ سوئے۔ جب ایتھوپیا میں قحط پڑا تو جماعت احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی رہنمائی کے تحت ریلیف فراہم کرنے کے لئے فعال طور پر شرکت کی۔

Gulf Crisis

جب عراق نے 2 اگست 1990ء کو کویت پر حملہ کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس معاملے پر 17 خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اس بحران کے حل کی وضاحت فرمائی اور مستقبل میں اس طرح کے تنازعات سے بچنے کے لئے اقوام اور ان ممالک کے رہنماؤں کی رہنمائی کی۔

بعض معزز احمدیوں کی طرف سے انسانیت کی خدمت

اس جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ جماعت کے خلفاء اور عمائدین نے اور ایسے افراد جماعت نے جن کو اللہ تعالیٰ نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں امتیازی مقام عطا کیا، اپنی خدمات کو قوم و ملک اور انسانیت کے لئے ہمیشہ وقف رکھا۔ اور دیکھو کہ کس طرح اس جماعت نے اپنے جگر گوشے دنیا کی خدمت کے لئے پیش کئے۔ خدمت کا کوئی میدان ہو، جماعت کے یہ سپوت مشرق و مغرب میں ہر میدان میں ایک نمایاں شان رکھتے ہیں۔ لسانیات کی دنیا میں حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی خدمات، افریقہ کی ترقی اور تعمیر میں شیخ عمری عبیدی صاحب کی خدمات، پاکستان کی معاشی اور اقتصادی ترقی اور استحکام میں حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی خدمات اور ملک کے دفاع اور حفاظت کے باب میں لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک، اختر حسین ملک اور مجاہدین فرقان فورس کی خدمات کو کس طرح کوئی شریف انسان فراموش کرسکتا ہے؟ سائنس کے میدان میں ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام صاحب نے جو کام کیا اور جو نام کمایا وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ یہ خدمات تو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلی پڑی ہیں۔ اب تاریخ کا ایسا حصہ بن چکی ہیں جس کو ہرگز مٹایا نہیں جاسکتا۔

نظام خلافت

جماعت احمدیہ کی جتنی بھی خوبیاں ہیں اور اس کے ارکان جو بھی اچھا کام کرتے ہیں وہ سب خلافت کے نظام کی برکت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافت کا نظام جو جماعت احمدیہ میں قائم ہے اس بات کی دلیل ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر احمدیت کا مقدر ہے جس سے دنیا میں امن اور خوشحالی آئے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس سب کو اکٹھا کرکے ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ کا ماٹو دیا ہے خلافت کا ادارہ ہمیں اتحاد، نظم وضبط سکھاتا ہے اور امن اور خوشحالی کی طرف لے جاتا ہے۔ ہمیں اللہ کی طرف بلاتا ہے اور انسانوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ خلافت کا ادارہ تمام انسانوں کے لئے ایک نعمت ہے۔

Alislam.Org/MTA

Alislam.org/MTA کے قیام سے خدمت انسانی کی نئی راہیں کھل گئیں۔ چوبیس گھنٹے ایک کلک سے تعلیم، تربیت، روحانی اور دیگر علوم تک رسائی ہوسکتی ہے۔ احمدیت نے ایم ٹی اے کے ذریعہ اسلام کو ایک زبان عطا کی ہے جو اکنافِ عالم میں سعید فطرت لوگوں کے دل پر دستک دے رہی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے آج ایم ٹی اے اسلام کے حق میں ایک زبردست آواز بن کر ابھرا ہے اور اندر ہی اندر ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہو رہا ہے جس کے نتائج روشن سے روشن تر ہوتے جارہے ہیں۔

ہومیو پیتھی

خدمتِ انسانیت کے میدان میں ایک اور عظیم خدمت جو جماعت احمدیہ نے بالخصوص خلافتِ رابعہ کے دور میں سرانجام دی وہ ہومیوپیتھی کے ذریعہ ساری دنیا میں اس مفید اور مؤثر ذریعہ علاج کے علم کو عام کرنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس بارہ میں لیکچر بھی دیئے اور کتب بھی لکھیں اور عملی طور پر ساری دنیا میں اور بالخصوص غریب ممالک میں ہومیو پیتھی ڈسپنسریوں کا جال بچھا دیا۔ غریب اور مفلوک الحال لوگوں کے لئے یہ غیر معمولی طور پر مؤثر ذریعہ علاج اتنی وسعت اور سہولت سے مہیا ہو گیا ہے یہ عظیم کارنامہ، بے لوث خدمتِ انسانیت کی یہ سنہری مثال ہے اور لَا نُرِیْدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا (سورۃ الدھر: آیت 10) ”وہ تم سے کوئی جزاء اور شکر گزاری نہیں چاہتا“ کی زندہ تفسیر ہے۔

یہ چند طریقے ہیں جن سے جماعت احمدیہ نے نوع انسانی کی خدمت کی ہے اور کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے طریقوں سے افراد جماعت محدود پیمانے پر اپنی کمیونیٹیز میں اپنے ساتھی انسانوں کی خدمت کرتے ہیں جماعت کی ذیلی تنظیمیں خاص طور پر سرگرمی سے حصہ لیتی ہیں اور اپنے فرائض منظم طریقہ سے سرانجام دیتی ہیں۔

قرآن فرماتا ہے فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ (سورۃ البقرۃ: آیت 149) ”پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ“

جماعت احمدیہ کے افراد میں اس جذبے کو بہترین طور پر دیکھا جا سکتا ہے

آیئے ہم سب اپنے آپ کو حقیقی اسلام اور انسانیت کی خدمت کے لیے متحد ہوکر عزم کے ساتھ اور دعاؤں بھرے دلوں کے ساتھ وقف کریں۔ حقیقی اسلام کے احیاء کے لیے، الٰہی مشن کے لیے، دکھوں کا مداوا کرنے کے لئے، بنی نوع انسان کو بچانے کے لئے، خدمات سرانجام دیں۔

بقیہ: سالانہ ورزشی مقابلہ جات 2020 جامعہ احمدیہ تنزانیہ ...... از صفحہ 8

نظم و ضبط، میدان عمل، صفائی و وقار عمل، روک دوڑ، استقبال مہمانان، ریفریشمنٹ، تیاری سٹیج اور سمعی وبصری۔

مورخہ ۲۴ ستمبر کو بعد نماز عصر اختتامی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں محترم امیر صاحب تنزانیہ نے اعزاز پانے والے طلبہ و اساتذہ میں انعامات تقسیم کئے۔ گزشتہ برس مجموعی طور پر امانت گروپ فاتح قرار پایا تھا، اور امسال شجاعت گروپ نے زیادہ کھیلوں کے فائنلز جیت کر پہلی پوزیشن اپنے نام کی اور اس طرح امانت گروپ سے انعامی ٹرافی شجاعت گروپ میں منتقل ہوئی۔ بارك الله لهم و للجميع۔

اختتامی تقریب میں بعض معزز مہمانان نے بھی شرکت کی جن میں مکرم شیخ بکری عبیدی کلوٹا صاحب نائب امیر، مکرم آصف محمود بٹ صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ موروگورو، مکرم ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب انچارج احمدیہ میڈیکل کلینک موروگورو، مکرم شیخ شعبان عثمان شونڈا صاحب، مکرم شیخ حسین نگاملو صاحب اور کارکنان ایم ٹی اے تنزانیہ اسٹوڈیو شامل تھے۔ آخر پر محترم امیر صاحب تنزانیہ نے طلبہ کو نصائح کیں۔ آپ نے طلبہ کو وقف کی روح سمجھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ وفا کا تعلق رکھنے کی تاکید کی۔ خلیفہ وقت اور خلافت احمدیہ کے جان نثار خادم بننے کی نصیحت کی۔ نیز طلبہ پر ”فاستبقوا الخیرات“ کا مفہوم بھی واضح کیا۔

آخر پر محترم عابد محمود بھٹی صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تنزانیہ نے مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کیا۔ اور اختتامی دعا محترم امیر صاحب تنزانیہ نے کروائی۔ بعد ازاں نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد اجتماعی کھانا کھلایا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وقف کے تقاضے پورے کرنے والا بنائے اور دین اسلام احمدیت کے لئے مفید اور عاجزی اختیار کرنے والے وجود بنائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: ڈاکٹر فضل الرحمان بشیر

سالانہ ورزشی مقابلہ جات 2020 جامعہ احمدیہ تنزانیہ

اللہ تعالی کے فضل اور رحم سے امسال جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو مؤرخہ 23 اور 24 ستمبر 2020 سالانہ ورزشی مقابلہ جات کے انعقاد کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مدرسہ احمدیہ جسکی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے قادیان میں رکھی گئی۔ اس کا قیام اس آیت قرآنی میں مذکور مقصد کی تکمیل میں وجود میں آیا، جس میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ’’ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔۔۔‘‘۔ مدرسہ احمدیہ کی صورت میں معرض وجود میں آنے والا پودا آج ایک تناور درخت کی صورت میں تمام اکناف عالم میں اپنی شاخیں پھیلائے ہوئے ہے۔ اسی مبارک ادارہ کی ایک شاخ، قادیان سے تقریبا تین ہزار پانچ سو (۳۵۰۰) میل دور جنوب مغرب میں، بحرِ ہند کے ساحل پر واقع مشرقی افریقہ کے ملک تنزانیہ میں باقاعدہ طور پر ۱۹۸۴ میں ایک کونپل کی صورت نمودار ہوئی۔ جو مختلف ارتقائی منازل طے کر کے آج ’’جامعہ احمدیہ تنزانیہ‘‘ کی شکل میں موروگورو (Morogoro) ریجن میں واقع ہے۔ جس میں مشرقی افریقہ کے پانچ (۵) ممالک سے طلبہ چار سالہ نصاب مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں طلبہ کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی صحت پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک ’’المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف‘‘ کے مطابق طلبہ کی جسمانی و ذہنی صحت و سلامتی کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ اسی بنیاد پر کھیل جامعہ کی لازمی سرگرمیوں میں سے ایک اہم سرگرمی، اور روزمرہ معمول کا ایک لازمی جزو ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر جامعہ میں فٹبال، والی بال، ٹیبل ٹینس اور اتھلیٹکس (Athletics) کے کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ ان کھیلوں کا مقصد طلبہ کی جسمانی نشو ونما اور صحت میں بہتری کے ساتھ ساتھ ان میں مسابقت فی الخیر کی روح پیدا کرنا ہوتا ہے۔ مزید برآں طلبہ کی جسمانی، ذہنی و اخلاقی قابلیتوں اور استعدادوں کو صیقل کرنا بھی ان مقاصد میں شامل ہے۔ الغرض کھیل بھی جامعہ کی تدریس کا ایک بنیادی جزو ہے۔ اور ہر سال ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے طلبہ جامعہ کے مابین ورزشی مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں۔

دیگر ممالک کے جامعات میں سالانہ ورزشی مقابلہ جات کے لیے ایک مخصوص دن یا اوقات مقرر کیے جاتے ہیں۔ اسی روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں بھی ’’سپورٹس ڈے‘‘ کا اجراء عمل میں آیا۔ اور سال 2016 سے ہر سال مسلسل یہ پروگرام اسی طریق پر منعقد ہو رہا ہے۔ الحمد للہ

جملہ طلبہ جامعہ کو کھیلوں کے لحاظ سے تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے نام امانت، شجاعت اور شفقت ہیں۔ اجتماعی مقابلہ جات جیسا کہ فٹ بال، رسہ کشی، والی بال، ٹیبل ٹینس اور باڑی کے ابتدائی مقابلہ جات دوران سال منعقد کروائے گئے۔ نیز بعض انفرادی مقابلہ جات مثلاً دوڑ سو میٹر اور 1600 میٹر دوڑ، دوڑ تین ٹانگ اور فراگ ریس سپورٹس ڈے سے قبل ہی کروا لیے گئے تھے۔ نیز گزشتہ دو سال سے ’’روک دوڑ‘‘ کا مقابلہ بھی جامعہ کی سالانہ کھیلوں کا ایک اہم حصہ ہے۔

اللہ تعالی کے فضل سے جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ محترم طاہر محمود چوہدری صاحب کی خاص شفقت میسر ہے۔ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی آپ نے اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر طلبہ جامعہ کی حوصلہ افزائی کی غرض سے دونوں ایام میں شرکت کی۔

سالانہ سپورٹس کا آغاز باقاعدہ تقریب کی صورت میں محترم امیر صاحب تنزانیہ کی موجودگی میں ہوا۔ گزشتہ دو سالوں سے روایتاً ایک استاد جامعہ، بالترتیب عرصہ خدمت، افتتاحی تقریب میں طلبہ کو نصائح کرتا ہے۔ امسال مکرم عثمان ٹکاٹو صاحب معلم سلسلہ نے طلبہ سے مختصراً خطاب کیا۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب نے افتتاحی دعا کراوئی۔ تمام طلبہ اپنے اپنے گروپ کی مخصوص وردی میں ملبوس ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ الحمد للہ

اجتماعی مقابلہ جات میں والی بال، رسہ کشی، ٹیبل ٹینس، فٹ بال اور باڑی کے مقابلہ جات کے فائنلز ان ایام میں منعقد ہوئے۔ جبکہ انفرادی مقابلہ جات میں پنجہ آزمائی، دوڑ سو میٹر، دوڑ سولہ سو میٹر، نشانہ غلیل، ثابت قدمی، لانگ جمپ، ہائی جمپ، دوڑ تین ٹانگ اور فراگ ریس شامل ہیں۔ حفظ کلاس کے بعض مقابلہ جات علیحدہ بھی کروائے جاتے ہیں۔ جن میں لانگ جمپ، ثابت قدمی اور دوڑ سو میٹر کے مقابلہ جات شامل ہیں۔ اسی طرح سٹاف جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے بھی مقابلہ جات ہوتے ہیں جن میں ہاتھ سے بوتل میں پانی بھرنا، میوزیکل چیئر اور منہ کی مدد سے چمچ پکڑ کے کانچ کی گولی کو متوازن رکھتے ہوئے ایک مخصوص فاصلہ طے کرنا جیسے مقابلہ جات شامل ہیں۔

امسال بعض نئے مقابلہ جات کا بھی اضافہ عمل میں آیا۔ انفرادی مقابلہ جات میں ہائی جمپ، سٹاف جامعہ کے مقابلہ جات میں بھی ایک مقابلہ کا اضافہ ہوا اور باڑی کا کھیل اس سال سے باقاعدہ جامعہ کے اجتماعی مقابلہ جات میں شامل کیا گیا ہے۔

ورزشی مقابلہ جات اور سالانہ سپورٹس کے ان ایام کو کامیاب بنانے کے لئے طلبہ جامعہ کو اساتذہ کی نگرانی میں مختلف امور سپرد کئے گئے۔ یعنی باقاعدہ طور پر مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ جیسا کے بقیہ صفحہ 7 پر

طلوع وغروب آفتاب

14 نومبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:12	17:39
مدینہ منورہ	05:16	17:35
قادیان	05:32	17:29
ربوہ	05:12	17:09
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:49	16:15